قمری تقویم اور ہجری تقویم

عبدالرحمان کیلانی

انسان جب سے دنیا میں آیا ہے دیکھ رہا ہے کہ سورج ہر روز صبح مشرق سے طلوع ہوتا اور شام کو مغرب میں غروب ہو جاتا ہے ، اس کی شکل ہمیشہ ایک ہی جیسی گول رہتی ہے اور مدتیں گزرنے کے باوجود اس کے اس عمل میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ لیکن چاند کا معاملہ سورج سے کئی باتوں میں مختلف ہے ۔ وہ کبھی ایک پھانک سی نظر آتا ہے ، پھر آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے ، یہاں تک کہ تقریباً سات دن کے بعد نصف دائرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ چودہ پندرہ دن گزرنے پر پورا گول ہو جاتا ہے ۔ پھر اس میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ بائیس دن کے بعد پھر نصف دائرہ بن جاتا ہے ، اور انتیس یا تیس دن گزرنے پر پھر پہلی سی پھانک نظر آتی ہے ۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ جب وہ پھانک سی نظر آتا ہے تو شام کو مغربی اُفق پر نظر آتا ہے اور چند منٹ بعد غروب ہو جاتا ہے ۔ پھر آہستہ آہستہ مشرق کی طرف سرکتا ہے ، حتیٰ کہ سات دن کے بعد جب چاند نصف دائرے کی شکل میں ہوتا ہے تو نصف آسمان سے طلوع ہوتا اور تقریباً آدھی رات کو غروب ہوتا ہے ۔ اور چودہ پندرہ دن بعد جب پورا گول ہوتا ہے تو سرِ شام مشرق اُفق سے نمودار ہوتا ہے اور ساری رات کو منور کرنے کے بعد صبح کے قریب مغربی اُفق میں غروب ہو جاتا ہے ۔ علیٰ ہذ القیاس جب بائیس دن بعد نصف دائرے کی شکل اختیار کیے ہوتا ہے تو آدھی رات کو مشرق سے طلوع ہوتا ہے ۔ پھر اٹھائیس دن کے بعد ایک دن کے لیے بالکل نظر نہیں آتا ، تا آنکہ اٹھائیس انتیس

دن کے بعد پھر پہلے کی طرح مغربی اُفق پر سرِ شام پھانک سی نظر آنے لگتا ہے ۔

قمری تقویم کی ابتدا ۔ ان سادہ سے مشاہدات کے مطابق انسان نے دن کو تو سورج سے متعلق کر دیا اور مہینے کو چاند سے ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کئی زبانوں میں مہینہ کا لفظ اس زبان میں چاند کے لیے مستعمل لفظ سے مشتق ہوتا ہے ، مثلاً فارسی زبان میں چاند کو ماہ کہتے ہیں اور مہینے کو بھی ماہ یا مہینہ کہتے ہیں ۔ انگریزی میں چاند کو مُون (Moon) کہتے ہیں اور مہینہ کو منتھ (Month) جو اسی لفظ مون سے مشتق ہے ۔ اسی طرح ہندی زبان میں مہینہ کو ماس کہتے ہیں ۔ جب کہ قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو اماوس اور بدر کو ، جب چاند پورا گول ہوتا ہے ، پورن ماشی کہتے ہیں ۔ پھر مہینے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ ہلال سے نصف چاند تک ، نصف چاند سے پورے چاند یا بدر تک ، بدر سے نصف چاند تک ، اور نصف چاند سے ہلال تک ۔ اس چوتھائی ماہ کا نام ہفتہ رکھا گیا اور ایک ہلال یا نئے چاند سے دوسرے ہلال تک کی مدت کو ، جو کبھی انتیس دن اور کبھی تیس دن ہوتی ہے ، مہینہ کا نام دیا گیا ۔

انسان نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ جب بارہ دفعہ چاند کا عروج و زوال ہو جاتا ہے یا بارہ قمری ماہ گزر جاتے ہیں تو تقریباً وہی پہلا سا موسم آ جاتا ہے ۔ ایک موسم سے دوسرے اسی جیسے موسم تک کے عرصہ یعنی بارہ ماہ کو سال کا نام دیا گیا اور ایک سال کے بارہ قمری ماہ شمار کیے جانے لگے ۔ کسی طویل مدت کا حساب رکھنے کے لیے انسان نے کسی مشہور واقعہ مثلاً زلزلہ ، سیلاب ، جنگ یا کسی مشہور بادشاہ کی تخت نشینی یا وفات کو بنیاد قرار دے کر قمری تقویم کی داغ بیل ڈال دی ۔ تقویم کا یہ حساب چونکہ بالکل سادہ ، قدرتی اور عام مشاہدے سے حاصل ہوا تھا لہٰذا انسان کے اس ابتدائی دور میں اس تقویم میں نہ تو علمِ ہیئت کی پیچیدگیاں آڑے آئیں اور نہ ہی اسے کسی رصد گاہ کی ضرورت محسوس ہوئی ۔

قمری تقویم ہی حقیقی اور بنیادی ہے ۔ اسلام کی طرح دوسرے مذاہب

الٰہیہ میں بھی اس قمری تقویم کو ہی اصل اور بنیادی قرار دیا گیا ہے ۔ موجودہ دور میں دوسرے مذاہب نے قمری تقویم کے بجائے شمسی تقویم کو اپنا لیا ہے ۔ تاہم عیسائیوں کے ہاں ایسٹر کا دن ، یہودیوں کے ہاں صوم کپور یا عاشور اور ہندوؤں کے ہاں دیپاولی ابھی تک قمری حساب سے منائے جاتے ہیں ۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے ۔ لہٰذا اس نے ایسے تمام احکامات کو جن کا تعلق دن رات سے ہو سورج سے ہی متعلق کیا ہے ، مثلاً نمازوں کے اوقات اور روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے اوقات وغیرہ اور ایسے احکامات جن میں ماہ یا ماہ سے زائد مدت کا ذکر ہو یا کسی معین تاریخ کا ذکر مقصود ہو ، تو سورج کے بجائے چاند کے حساب کو بنیاد قرار دیا گیا ہے ۔ ارشادِ باری ہے :

''لوگ آپ سے نئے چاندوں سے متعلق دریافت کرتے ہیں ۔ آپ کہ دیجیے : وہ لوگوں کے لیے مدت کے شمار اور حج کے اوقات معلوم ہونے کا ذریعہ ہے'' (قرآن مجید ، 2 : 189) ۔

ساتھ ہی ساتھ یہ توثیق بھی فرما دی کہ سال بھر میں بارہ ماہ کی تعداد عین قوانینِ فطرت کے مطابق ہے ۔ فرمایا :

''بلاشبہ ابتدائے آفرینش سے لے کر ، قوانینِ فطرت کے مطابق اللہ کے ہاں (سال کے) مہینوں کی کل تعداد بارہ ہے'' (9 : 37) ۔

لہٰذا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ایک سال کی مدت بارہ قمری ماہ ہوں گے ۔ اسی طرح بیوہ یا مطلقہ کی عدت اور ایسے جملہ احکام جن کا تعلق ایک ماہ سے زائد مدت ہو قمری حساب سے شمار کیے جائیں گے ۔

ان احکام کی بجا آوری کے علاوہ تقویم کی ترتیب کے لیے بھی اسی قمری حساب کو بنیاد قرار دیا گیا ہے ۔ فرمایا :

''وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منوّر بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو'' (10 : 5) ۔

مزید برآں نئے چاند کی تاریخ کو علمِ ہئیت کے حساب کے سپرد نہیں کیا گیا، بلکہ اس کی بنیاد رؤیت ہلال قرار دی گئی ۔ اگر چاند فی الواقع انتیس دن کے بعد دکھلائی دینا متوقع تھا لیکن ابر یا کثافت کی وجہ سے نظر نہیں آسکا تو مہینے کے تیس دن شمار کیے جائیں گے، کیونکہ یہی طریق مشاہدہ کے مطابق سادہ اور فطری ہے ۔

قمری تقویم میں پیوندکاری - ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں قمری تقویم کے سیدھے سادے طریق کو چھوڑ کر بیشتر ممالک میں شمسی تقویم کا طریقہ رائج ہو چکا ہے ۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ انسان پر ایسا دور آیا جب اس نے عبادت خانے تعمیر کیے اور وہاں پروہت مقرر ہوئے جن کو نذرانے پیش کیے جاتے تھے ۔ علاوہ ازیں مذہبی میلے لگنے شروع ہو گئے ۔ پروہتوں نے یہ پابندی عائد کی کہ لوگ اپنی زرعی پیداوار کا ایک حصہ پروہتوں کو بطور نذرانہ پیش کیا کریں اور بت خانوں پر چڑھاوے چڑھائیں ۔ ظاہر ہے کہ قمری مہینے ان غیر مذہبی قسم کے نذرانوں اور رسم و رواج کا ساتھ نہیں دیتے تھے ۔ یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ تین سال بعد فصلیں تقریباً ایک ماہ بعد پک کر تیار ہوتی ہیں، کیونکہ فصلوں کے پکنے کا تعلق موسم سے ہوتا ہے اور موسم سورج سے تعلق رکھتے ہیں، چاند سے نہیں ۔ لہٰذا ابتداءً قمری تقویم میں پیوندکاری — جسے عربی میں کبیسہ، انگریزی میں لیپ اور ہندی میں لوند کہا جاتا ہے — کی تجاویز پر غور کیا جانے لگا ۔ گویا شمسی تقویم کی داغ بیل پڑنا شروع ہو گئی اور اس چیز کے بانی وہ مذہبی رہنما یا پروہت لوگ تھے جنھوں نے محض دنیوی مفاد کی خاطر مذہب کی آڑ میں مذہب سے بے وفائی کی ۔

قمری تقویم سے شمسی تقویم میں یک لخت تبدیلی ایک ٹیڑھا سا کام تھا کیونکہ شمسی تقویم میں سال کے مہینوں اور مہینوں کے دنوں کے لیے کوئی قدرتی ضابطہ موجود نہیں ہے ۔ سورج سے صرف دن اور موسم متعلق ہوتے ہیں ۔ لہٰذا قمری تقویم کو بنیاد قرار دے کر اس میں مہینوں کا اضافہ کر کے مخلوط کیلنڈر رائج کیا گیا ۔ ہند میں بکرمی سمت قمری تقویم پر چل رہا تھا ۔ اسے مخلوط بنانے کی یہ صورت تجویز ہوئی کہ ہر تیسرا سال بارہ ماہ کی بجائے تیرہ ماہ کا شمار کر لیا جائے اور یہ اضافی مہینہ ہر

لوند والے سال میں ترتیب سے بڑھایا جاتا تھا ، مثلاً تیسرے سال چیت کے دو ماہ شمار کر لیے جاتے ۔ پھر چھٹے سال بیساکھ کے دو ماہ ، پھر نویں سال جیٹھ کے دو ماہ ، علیٰ ہذالقیاس آخر تک یہ سلسلہ چلتا اور ان اضافی مہینوں کو دو چیت ، دو بیساکھ ، دو جیٹھ وغیرہ کا نام دیا جاتا تھا ۔

رفتہ رفتہ اضافی مہینوں کا طریق چھوڑ دیا گیا اور اس کے بجائے مہینوں کے دنوں میں کمی بیشی کرکے انہیں شمسی تقویم کے مطابق بنا لیا گیا اور مہینے بارہ ہی رہنے دیے گئے ۔ آج کل ہندی مہینوں کے ایام یوں ہیں :

چیت	بیساکھ	جیٹھ	اساڑھ	ساون	بھادوں	
30	31	32	31	32	31	
اسوج	کتک	مگھر	پوہ	مانگھ	پھاگن	
30	30	30	29	29	30	= 365 دن

اس تقویم میں دنوں کی ترتیب یہ ہے کہ گرمیوں کے مہینے ــ جب کہ دن بڑے ہوتے ہیں ــ زیادہ دنوں کے تجویز کیے گئے ہیں اور سردیوں کے مہینوں کے ایام ــ جوں جوں دن چھوٹے ہوتے ہیں ــ بتدریج کم تجویز ہوئے ہیں ۔ اس تقویم میں سال کے دن 365 ہیں ۔ عیسوی تقویم کی طرح اس میں لیپ کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا ہے ۔

عیسوی تقویم میں کیا کچھ ہوا اس کا ذکر تو آئندہ عیسوی تقویم میں آئے گا ، سردست ہم عرب میں اس پیوندکاری کے طریقہ کا جائزہ لیتے ہیں ۔

قمری تقویم اور کبیسہ ۔ عرب میں بھی اہلِ ہند اور بعض دوسرے ممالک کی دیکھا دیکھی قمری سال میں پیوندکاری یا کبیسہ کا سلسلہ چل نکلا ۔ مکہ میں حج کا دستور حضرت آدم[۴] کے زمانے سے چلا آ رہا تھا ۔ دوسرے پروہتوں کی طرح کعبہ کے متولیوں نے بھی یہ چاہا کہ حج ایک خاص موسم میں آیا کرے جب لوگوں کو نذریں ، نیازیں اور چڑھاوے چڑھانے میں آسانی ہو ۔ یہ بات مشاہدہ میں آ چکی تھی کہ قمری سال شمسی سال سے کبھی دس دن اور کبھی گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے ۔ لہٰذا ابتداءً

یہ طریقہ تجویز ہوا کہ ہر سال کبھی دس دن کا اور کبھی گیارہ دن کا اضافہ کر لیا جائے ۔ لیکن یہ سلسلہ قبولیتِ عام حاصل نہ کر سکا ۔ عرب کے دیہاتی لوگ تو خالصۃً قمری تقویم کا حساب رکھتے تھے ۔ البتہ شہروں میں حقیقی اور مخلوط کیلنڈر دونوں طرح کا حساب رکھا جانے لگا ۔

اس کے بعد دوسرا طریق یہ اختیار کیا گیا کہ اہلِ ہند کی طرح ہر تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ کر لیا جاتا اور علی الترتیب ہر مہینہ کے ساتھ باری باری یہ اضافہ ہوتا ، مثلاً پہلے سال دو محرم ، چوتھے سال دو صفر ، ساتویں سال دو ربیع الاول ، علیٰ ہذالقیاس ، آخر میں دو ذی الحجہ تک آ کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ، لیکن اس پورے چکر میں ایک سال یا ایک حج گم ہو جاتا تھا ۔ بالفاظِ دیگر چھتیس قمری سالوں کے پینتیس سال بنا لیے جاتے تھے ۔

عرب میں ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھانے کا دستور سب سے پہلے قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص قلمس نامی نے رائج کیا ۔ چونکہ وہ اس وقت کعبہ کا متولی تھا ، لہٰذا اضافی مہینہ بڑھانے کا کام اس نے اپنے ذمے لے لیا ۔ وہ حج کے اجتماع میں یہ اعلان کر دیا کرتا تھا کہ آئندہ سال حج کس ماہ میں ہوگا اور نیز یہ کہ اضافی تیرھواں مہینہ کس ماہ کے ساتھ بڑھایا گیا ہے ۔ اب قلمس کا لفظ ایک شخصی نام کے بجائے اس عہدے کے نام سے معروف ہوا جو حج کے ایام کے ادل بدل کا اعلان کرتا ہو ۔ چنانچہ قلمس کی اولاد سے جو لوگ یہ کام سرانجام دیتے تھے انھیں قلامسہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا ۔

پھر یہ گڑبڑ صرف حج تک ہی محدود نہ رہی ۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حرمت کے چار ماہ قرار دیے گئے تھے ۔ ان مہینوں کے متعلق اہلِ عرب کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ان مہینوں میں نہ تو جدال و قتال کریں گے نہ کسی تاجر یا راہ گیر کو لوٹ کھسوٹ سے پریشان کریں گے ۔ یہ مہینے رجب ، ذیقعد ، ذی الحجہ اور محرم الحرام تھے ۔ ان میں سے تین اکٹھے مہینے حج کے پُر اطمینان سفر کے لیے تجویز کیے گئے تھے ۔ کبیسہ کے طریق کی وجہ سے ان میں بھی تقدیم و تاخیر اور گڑبڑ پیدا ہو جاتی تھی ۔ قلامسہ کے فرائض میں یہ بات بھی شامل

تھی کہ وہ اعلانِ حج کے ساتھ ان مہینوں کا بھی اعلان کیا کریں کہ آئندہ سال کون کون سے مہینے حرمت والے ہوں گے ۔ اس تقدیم و تاخیر یا گڑبڑ کو اہلِ عرب نسیئی کہتے تھے ۔

یہ قلمسی کیلنڈر بھی مقبولیتِ عام حاصل نہ کر سکا ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قلامسہ کو ہر سال نئے پروگرام کا اعلان کرنا پڑتا تھا ۔ دیہاتی لوگ اور عام شہری حقیقی قمری تقویم کا ہی حساب رکھتے تھے ۔ تاہم مکہ میں دونوں قسم کے کیلنڈر ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور قلمسی کیلنڈر کو بیرونِ مکہ مکی کیلنڈر بھی کہہ دیا جاتا تھا ۔

اسلام نے اس تقدیم و تاخیر ، کبیسہ یا نسیئی کو ایک مذموم فعل قرار دے کر اس سے منع فرما دیا ۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت بھی مکہ میں مکی کیلنڈر رائج تھا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ ۱۰ھ میں جب آپ نے حجۃ الوداع کا فریضہ سرانجام دیا تو حقیقی قمری تقویم کے حساب سے بھی ذی الحجہ کا مہینہ ہی پڑتا تھا ۔ اسی موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی :

''امن کے مہینے ہٹا کر آگے پیچھے کر لینا کفر میں اضافہ کرتا ہے ۔ اس سے کافر لوگ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں ۔ ایک سال تو انہیں حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام ۔ تاکہ ادب کے مہینوں کی ، جو خدا نے مقرر کیے ہیں ، گنتی پوری کر لیں اور جو خدا نے منع کیا ہے اس کو جائز کر لیں ۔ ان کے بُرے اعمال انہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں'' (9 : 37) ۔

اس آیت کی رو سے کبیسہ کا طریق حکماً یکسر ختم کر دیا گیا ۔ بعد ازاں عرب اور دیگر اسلامی ممالک میں قمری تقویم حقیقی خطوط پر گامزن ہوگئی ۔

قمری تقویم کی خصوصیات

(1) **سال کے مہینوں کی تعداد** ۔ قمری سال کے مہینوں کی تعداد مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی ۔ اس کے برعکس تقویم میں یہ کمی بیشی جاری رہی ہے ۔ عیسوی تقویم پر — جو کہ شمسی تقویم پر مبنی ہے — ایسے دور بھی گزرے ہیں جب کہ سال چودہ ماہ کا شمار کیا جاتا تھا ، اور ایسے بھی جب سال ½10 ماہ کا تھا ۔[1] اسی طرح بکرمی

1۔ عبدالقدوس ہاشمی ، مقدمہ ''تقویمِ تاریخی'' ۔

سمت میں کئی سال تیرہ ماہ کے ہوتے ہیں ، لیکن قمری تقویم میں ایسی گنجائش نہیں ہے ۔ اگر کسی وقت یہ کمی بیشی کی بھی گئی تو اسے قبولِ عام حاصل نہ ہو سکا ۔

(2) **مہینے کے دنوں کی تعداد ۔** قمری سال کے مہینے کے دن انسان کی دستبرد سے پاک ہیں ۔ اگر ساری دنیا کے انسان انتیس دن کے مہینے کو اٹھائیس دن یا بتیس دن کا بنانا چاہیں ، تو یہ ناممکن ہوگا ۔ اسی طرح تیس دن کے مہینے کو اکتیس یا انتیس کا بھی نہیں بنایا جا سکتا جب کہ شمسی سنین میں مہینے کے دنوں کی تعداد انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتی ہے اور اس میں حسبِ خاطر یا ضرورت کمی بیشی کر لی جاتی ہے اور آئندہ بھی یہ امکان ہے ، جیسا کہ نئے عالمی کیلنڈر کی تدوین میں ایسی تجویزیں پیش کی جا رہی ہیں ۔

(3) **مہینے کے دنوں میں کم سے کم تفاوت ۔** قمری مہینوں کے دنوں میں صرف ایک دن کا تفاوت ہے جو مروّجہ شمسی سنین کی نسبت سب سے کم ہے ۔ عیسوی تقویم کے مہینوں میں ، جو کہ شمسی تقویم پر مبنی ہے ، چار دن تک کا تفاوت موجود ہے ۔ فروری کا مہینہ اٹھائیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا آ جاتا ہے ۔ کچھ مہینے تیس دن اور دوسرے اکتیس دن کے ہوتے ہیں ۔ یہی حال بکرمی سمت کا ہے کہ اس میں کچھ ماہ انیس دن کے ، کچھ تیس کے ، کچھ اکتیس کے اور کچھ بتیس کے بھی آتے ہیں ۔ گرمیوں کے موسم میں جب دن بڑے ہوتے ہیں تو بکرمی مہینوں کے ایام بڑھ کر بتیس تک پہنچ جاتے ہیں اور موسم سرما میں جب دن چھوٹے ہوتے ہیں مہینوں کے ایام سکڑ کر انتیس تک آ جاتے ہیں ۔ تقریباً یہی حال دوسرے مروّجہ شمسی سنین کا ہے ۔

ہجری تقویم اور سنِ ہجری کی ابتدا ۔ ہجری تقویم قمری ماہ و سال پر مبنی ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہجرت کے سال سے شمار ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے خاص نسبت رکھتی ہے ۔ اس سن کی ابتدا کیونکر ہوئی ؟ اس کے متعلق علامہ شبلی نعمانی ''الفاروق'' میں یوں رقم طراز ہیں :

''21ھ میں حضرت عمرؓ کے سامنے ایک تحریر پیش ہوئی جس پر صرف شعبان کا لفظ تھا ۔ حضرت عمرؓ نے کہا : یہ کیونکر معلوم ہو کہ گزشتہ شعبان کا مہینہ مراد ہے یا موجودہ ؟ اسی وقت مجلس شوریٰ طلب کی گئی اور ہجری تقویم کے مختلف پہلو زیرِ بحث آئے جن میں سے ایک بنیادی پہلو یہ بھی تھا کہ کون سے واقعہ سے سنہ کا آغاز ہو ۔ حضرت علیؓ نے ہجرت نبوی کی رائے دی اور اس پر سب کا اتفاق ہو گیا ۔ حضور اکرمؐ نے 8 ربیع الاول کو ہجرت فرمائی تھی ۔ چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا ہے ، لہٰذا دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر شروع سال سے سنہ قائم کیا گیا ۔''

سن ہجری کی ابتدا کے متعلق قاضی سلیمان منصور پوری ، صاحبِ ''رحمۃ للعالمین'' ، علامہ شبلی نعمانی سے کچھ اختلاف رکھتے ہیں ۔ فرماتے ہیں :

''اسلام میں سن ہجری حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں جاری ہوا ۔ جمعرات 30 جمادی الثانی سنہ 17ھ مطابق 11/9 جولائی 638 کو حضرت علیؓ کے مشورہ سے سن ہجری کا شمار واقعہٴ ہجرت سے کیا گیا اور حضرت عثمانؓ کے مشورہ سے محرم کو حسبِ دستور پہلا مہینہ قرار دیا گیا ۔''

مزید تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہٴ ہجرت سے سنین کے شمار کی ابتدا اس سے بھی بہت پہلے ہو چکی تھی[2] اور یہی بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے ، کیونکہ عرب میں قمری تقویم کا رواج تو پہلے سے ہی موجود تھا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہجرت کا واقعہ سب سے اہم واقعہ تھا ۔ لہٰذا اس واقعہ سے سنین کے شمار کا دستور چل نکلا تھا ۔ البتہ عہدِ فاروق تک سرکاری مراسلات میں صحیح اور مکمل تاریخ کا اندراج لازمی نہ سمجھا جاتا تھا ، جسے ایک طرح کی دفتری خامی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور اس خامی کا علاج حضرت عمر فاروقؓ نے مجلسِ شوریٰ بلا کر دیا تھا ۔

2۔ ابن عساکر ''تاریخ'' جلد 1 ؛ ''رسالۃ التاریخ'' لسیوطی بحوالہ ''تقویمِ تاریخی'' ۔

سنِ ہجری کی خصوصیات

اگر ہم سنِ ہجری کا دوسرے مروجہ سنین سے تقابل کرکے دیکھیں تو یہ سن بہت سی باتوں میں ممتاز نظر آتا ہے ، مثلاً :

(1) **ترمیمات سے مبرا** - سنِ ہجری کی بنیاد قمری تقویم پر ہے اور قمری تقویم انسانی اختراعات سے بے نیاز اور بلند ہے - قمری تقویم میں اگر کبھی پیوندکاری کی بھی گئی تو اُسے عام مقبولیت حاصل نہ ہو سکی اور سنِ ہجری کے آغاز سے آج تک اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہونے کا امکان ہے ، کیونکہ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے - لہٰذا اس سن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شروع سے آج تک اپنی مجوزہ صورت پر چلا آتا ہے - دنیا کے مروجہ سنین میں سے غالباً کسی میں بھی یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی -

(2) **قدامت بلحاظ صحت و استدلال** - اگرچہ بعض دوسرے سنین سنِ ہجری سے بہت پہلے کے معلوم ہوتے ہیں ، لیکن ان سب کی باقاعدہ تدوین سنِ ہجری کی تدوین سے بہت بعد ہوئی ہے ، مثلاً :

(الف) یکم محرم 1ھ کو جو لین کیلنڈر 5334 تھا ، مگر حقیقت میں یہ سن اپنے موجودہ طریق پر سنِ ہجری سے 989 سال بعد وضع ہوا ہے - یہی سن آخر میں سنِ عیسوی میں تبدیل ہوا جس میں 1582ع تک متعدد بار ترامیم ہوتی رہی ہیں جن کی تفصیل "ہجری اور عیسوی سنین میں مطابقت" کے مضمون میں دی گئی ہے -

(ب) یکم محرم الحرام 1ھ کو 26 ساون 679 بکرمی تھا جو بظاہر 678 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر ہندو اور یورپین مورخین کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ سب سے پہلے 898 بکرمی میں یہ سن بکرمی سمت کے نام سے مشہور ہوا - اس طرح بلحاظِ تدوین یہ سن سنِ ہجری سے 220 سال بعد مدوّن ہوا -

(ج) سنِ سکندری سنِ ہجری سے 932 سال پہلے کا ہے مگر اپنی موجودہ ہیئت میں نوزائیدہ ہے ، کیونکہ یہ شروع میں کئی

صدیوں تک قمری مہینوں کے حساب سے جاری رہا ہے اور
اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے ۔

تقریباً یہی صورت حال دوسرے سنین کی ہے جنھیں طوالت کے پیش نظر نظرانداز کیا جاتا ہے ۔

(3) **مساوات اور ہمہ گیری ۔** اسلام دین فطرت ہے لہٰذا مصالح عامہ پر مبنی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہی پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں ۔ لہٰذا قمری تقویم کو بنیاد قرار دیا ۔ اگر اسلام کبیسہ کے طریقے کو گوارا کر لیتا (یعنی شمسی تقویم کو قبول کر لیتا) تو رمضان کا مہینہ (ماہ صیام) کسی ایک مقام پر ہمیشہ ایک ہی موسم میں آیا کرتا ، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نصف دنیا کے مسلمان ، جہاں موسم گرما اور دن بڑے ہوتے ہیں ، ہمیشہ تنگی اور سختی میں پڑ جاتے اور باقی نصف دنیا کے مسلمان ، جہاں موسم سرد اور دن چھوٹے ہوتے ، ہمیشہ کے لیے آسانی میں رہتے ۔ روزے کے علاوہ سفر حج کا بھی یہی حال ہے ۔ لہٰذا مساوات و جہانگیری کا تقاضا یہی تھا کہ ماہ و سال کا حساب قمری تقویم پر مبنی ہو اور اسے کبیسہ جیسی انسانی اختراعات سے بھی پاک رکھا جائے ۔

(4) **دنیوی اغراض کے بجائے روحانی بنیادیں ۔ (الف) ہجرت سے آغاز ۔** دنیا بھر کے مروجہ سنین کی ابتدا پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ان میں سے کئی سن کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کی پیدائش ، وفات یا تاج پوشی سے شروع ہوئے ، یا پھر کسی ارضی یا سماوی حادثہ مثلاً زلزلہ ، سیلاب یا طوفان کی تاریخ سے ۔ صرف سن ہجری کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اس کا آغاز دین اسلام کی سربلندی کی خاطر مسلمانوں کے اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر چلے جانے کے واقعہ سے ہوا ہے ۔ اپنے وطن کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا ایک بہت بڑی قربانی ہے اور ایسے اوقات میں ہر شخص کا دل بھر آتا ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہجرت کے وقت مکہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا : ''اے مکہ! تو کتنا پاکیزہ اور مجھے پیارا لگتا ہے! اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں نہ رہتا'' (ترمذی) ۔ ظاہر ہے کہ ترک وطن ہر انسان صرف اسی صورت میں آمادہ

ہو سکتا ہے جب وہ انتہائی مجبور ہو یا کوئی عظیم مقصد اس کے پیش نظر ہو - مسلمانوں کے لیے یہ عظیم مقصد دین اسلام کی سربلندی تھا - ہجرت کے واقعہ کو سنہ ہجری کی بنیاد قرار دینے کا مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہر نئے سال کے آغاز پر یہ پیغام یاد رہے کہ انھیں اسلام کی سربلندی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیے - سن کے اجرا میں مقصد کی یہ پاکیزگی ہجری سن کو دوسرے تمام سنین سے ممتاز کر دیتی ہے -

(ب) **رسم و رواج کی حوصلہ شکنی** - کسی ملک یا علاقے کے رسم و رواج موسم سے گہرا تعلق رکھتے ہیں - میلے ٹھیلے ، تفریحی سفر ، گرمیوں کی چھٹیاں ، موسم بہار کی تقریبات ، مختلف قسم کے محاصل اور نذرانوں کی وصولیوں کے اوقات وغیرہ سب امور موسم سے وابستہ ہوتے ہیں - موسموں کا تعلق شمسی سال سے ہے - لہٰذا جوں جوں مذہب سے لگاؤ کم ہوتا جاتا ہے اور یگانگت بڑھتی جاتی ہے شمسی سال کے ساتھ لگاؤ بڑھ جاتا ہے - اسی بنا پر بہت سے لوگوں نے شمسی سال کو اپنایا یا قمری سال میں پیوندکاری کر کے اسے شمسی سال کے مطابق ڈھال لیا -

انتہا یہ ہے کہ آج کل مزاروں کے مجاور اور منتظمین نے بھی زمانۂ جاہلیت کے پروہتوں کی طرح عرسوں کی تاریخیں بھی شمسی سال ـــ خواہ بکرمی ہو یا عیسوی ـــ کے مطابق کر رکھی ہیں - عرسوں کا جواز یا عدم جواز بجائے خود ایک الگ مسئلہ ہے - سر دست ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ایسی تقریبات میں سے بھی جو خالص دینی یا مذہبی سمجھی جاتی ہیں ہجری تقویم کو خارج کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ بات اسلامی اقدار کے منافی ہے - اسلام رسم و رواج کو ـــ اگرچہ وہ جائز بھی ہوں ـــ ثانوی حیثیت دیتا ہے - اس کا اوّلین مقصد احکامات و عباداتِ الٰہی اور شعائر اللہ کی صحیح طور پر اور معینہ وقت پر تعمیل ہے - اسی بنا پر اسلام نے قمری تقویم کو اختیار کیا جو اس کی روح کے عین مطابق ہے -

(ج) **ہفتے کا آغاز جمعہ کے مبارک دن سے** - اسلامی تقویم میں ہفتہ کا پہلا دن جمعہ قرار دیا گیا ہے - یکم محرم سنہ ۱ھ کو بھی جمعہ تھا - جمعہ کو اجتماعی طور پر اللہ کی عبادت کرنے اور ذکر کرنے کا دن قرار

دیا گیا ہے ۔ گو اس دن باقاعدہ تعطیل منانے پر پابندی نہیں تاہم جمعہ کے دن نہانے دھونے ، کپڑے بدلنے اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے تیاری کے خاص اہتمام پر زور دیا گیا ہے ۔ نماز جمعہ کے بعد کاروبار کرنے یا کوئی دوسرا کسب کرنے کی اجازت ہے ۔ بالفاظِ دیگر اس تقویم میں ہفتے کی ابتدا اللہ کی یاد سے ہوتی ہے جب کہ عیسوی تقویم میں اتوار کا دن — جو عیسائیوں کی طہارت اور عبادت کا دن ہے — ہفتے کا آخری دن ہے ، یعنی چھ دن کام کرنے کے بعد جب انسان تھکا ماندہ ہو تو اللہ کی عبادت کی طرف بھی دھیان کر لے ۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مجوزہ عالمی کیلنڈر میں ہر سال اور اس کی ہر سہ ماہی اتوار سے شروع کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے ۔

(د) **ہفتے کے دنوں کے نام اور نجوم پرستی** ۔ ہجری تقویم میں ہفتے کے ایام کے ناموں میں شرک ، نجوم پرستی یا بت پرستی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا ۔ ان ناموں کو نہ تو کسی مخصوص سیارے سے منسوب کیا گیا ہے اور نہ کسی دیوی دیوتا سے ۔ عیسوی اور بکرمی تقویم میں ہفتے کے دنوں کے نام دیوتاؤں کی دیوتائی اور سیاروں کی فرمانروائی کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں جس کی تفصیل ہم کسی دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھتے ہیں ۔

ہجری تقویم میں ہفتے کے دنوں کے نام یہ ہیں :

یوم الجمعہ	یوم السبت	یوم الاحد	یوم الاثنین
جمعہ	ہفتہ	پہلا دن	دوسرا دن

یوم الثلثاء	یوم الاربعاء	یوم الخمیس
تیسرا دن	چوتھا دن	پانچواں دن

ہجری تقویم میں دن معلوم کرنے کے طریقے

قمری ماہ و سال کی مدت ۔ چاند ایک ثانوی سیارچہ ہے جو ہماری زمین ، جو اس کا مرکزی سیارہ ہے کے گرد گھومتا ہے ۔ موجودہ علمِ ہیئت کے مطابق چاند کی گردشیں تین قسم کی ہیں : (1) اپنے محور کے گرد ، (2) زمین کے گرد ، اور (3) زمین کی معیت میں سورج کے گرد ۔

چاند اگر صرف زمین کے گرد گھومتا تو اپنی رفتار کی نسبت سے یہ گردش 27½ دن میں طے کر لیتا ، مگر زمین بھی چونکہ سورج کے گرد گھوم رہی ہے لہٰذا اس کا یہ چکر تقریباً 29½ دن میں پورا ہوتا ہے اور یہی مدت قمری مہینہ کہلاتی ہے ۔ اور ان دونوں گردشوں کے نتیجے میں اشکالِ قمر بنتی ہیں ۔ اس کی محوری گردش بھی اتنے ہی عرصے میں ختم ہوتی ہے ۔ لہٰذا اس گردش کا ہماری زمین پر کچھ اثر نہیں ہوتا الا یہ کہ چاند کا صرف ایک ہی رخ ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا ہے ۔

سیاروں کے مدار پورے گول نہیں ہوتے بلکہ بعض قوانینِ حرکت کے ماتحت بیضوی شکل اختیار کر جاتے ہیں ۔ جب کوئی سیارہ گردش کرتے کرتے اپنے مرکزی سیارے یا ستارے کے قریب ہوتا ہے تو اس کی رفتار نسبتاً تیز ہو جاتی ہے ، اور جب دور ہوتا ہے تو یہ رفتار قدرے سست ہو جاتی ہے ۔ چاند چونکہ زمین سے اور زمین سورج سے وابستہ ہے لہٰذا اس دوہری گردش اور رفتار کی کمی بیشی کا ہی یہ اثر ہوتا ہے کہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ۔

قمری ماہ کی اوسط مدت 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ اور 3 سیکنڈ قرار دی گئی ہے ۔ یہ اوسط مدت ہے ، ورنہ فی الواقع یہ مدت کسی ماہ دو گھنٹے تک بڑھ جاتی ہے اور کسی ماہ دو گھنٹے تک کم ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح قمری سال کی مدت 354 دن 8 گھنٹے 48 منٹ اور 34 سیکنڈ قرار دی گئی ہے ۔ یہ بھی حقیقتاً اوسط مدت ہے ۔ قمری سال بھی کبھی چند گھنٹے بڑھ جاتا ہے اور کبھی چند گھنٹے کم ہو جاتا ہے ۔ تاہم اس کمی بیشی کے باوجود بھی یہ حساب قائم رہتا ہے کہ کوئی قمری مہینہ نہ تو انتیس دن سے کم ہو سکتا ہے اور نہ ہی تیس دن سے بڑھ سکتا ہے ۔ اسی طرح قمری سال نہ کبھی 354 دن سے کم ہوتا ہے اور نہ 355 دن سے زیادہ ۔ قمری سال کی مدت تو 354 دن 8 گھنٹے 48 منٹ اور 34 سیکنڈ قرار دی گئی ہے ، لیکن حساب کرتے وقت 34 سیکنڈ کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ 2541 سال میں قمری تقویم میں ایک دن کا اضافہ ہو جائے گا ۔ یہ اضافہ کس سال اور کس ماہ میں ہوگا اور کون کرے گا ؟ اس کے لیے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔

چاند خود بخود اپنے حساب سے یہ اضافہ کر لے گا۔

دورِ صغیر اور دورِ کبیر۔ اگر قمری سال کی مقررہ اوسط مدت سے 34 سیکنڈ کو حذف کر دیا جائے تو یہ مدت 354 دن 5 گھنٹے 48 منٹ رہتی ہے۔ اس مدت کو اگر کسور میں تبدیل کیا جائے تو سال کے $354\frac{11}{30}$ دن بنتے ہیں، اور اگر اس کسر کو 30 سے ضرب دی جائے تو کسور ختم ہو جاتی ہیں اور جواب ($354\frac{11}{30} \times 30 =$)10631 مکمل دن آتا ہے۔ لہٰذا اس تیس سال کی مدت کو دورِ صغیر قرار دیا گیا ہے۔ بالفاظِ دیگر قمری تقویم میں تیس سالوں کے 10631 دن ہوتے ہیں۔ ان تیس سالوں میں انیس سال 354 دن کے ہوتے ہیں۔ اور باقی گیارہ سال 355 دن کے۔ 355 دن والے سالوں کو ہم اپنی سہولتِ تحریر کی خاطر لیپ کا سال کہیں گے ورنہ یہ کوئی اختراعی اضافہ نہیں ہے۔ ان تیس سالوں میں مندرجہ ذیل سال 355 دن کے یا لیپ والے ہوتے ہیں[3]: 2، 5، 7، 10، 13، 16، 18، 21، 24، 26، 29۔ یہ سال 355 دن کے کیوں ہوتے ہیں اور باقی انیس سال 354 دن کے کیوں؟ اس سوال کا مفصل جواب تو آپ کو ہمارے ایک دوسرے مضمون ''ہجری تقویمِ دائمی'' میں ملے گا۔ مختصر جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ چاند کی چال کے حساب سے ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں جو تقاویمِ تقابلی متداول ہیں ان میں قمری مہینوں کے دنوں کے حساب کے لیے یہ طریق اختیار کیا جاتا ہے کہ اگر سال 354 دن کا ہے، تو پہلا مہینہ محرم کا تیس دن کا شمار کر لیا جاتا ہے۔ دوسرا انتیس دن کا، تیسرا پھر تیس دن کا، چوتھا پھر انتیس دن کا، علیٰ ہذالقیاس آخر ذوالحجہ تک یہ سلسلہ چلتا ہے اور 354 دن پورے کر لیے جاتے ہیں۔

3۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے ''رحمۃ للعالمین'' جلد دوم میں لیپ کے سال مندرجہ ذیل قرار دیے ہیں: 2، 5، 8، 11، 13، 16، 19، 21، 24، 27، 30۔ لیکن نہ تو ہمارے حساب نے اس کی تائید کی اور نہ ہی ''تقویمِ تاریخی'' از عبدالقدوس ہاشمی اس کی تائید کرتی ہے۔

اور اگر سال 355 دن کا ہو تو آخری ماہ ذی الحجہ کے بھی انتیس کے بجائے تیس دن شمار کر لیے جاتے ہیں ۔

ظاہر ہے کہ یہ طریق مشاہدہ اور حقیقت دونوں کے خلاف ہے ، کیونکہ اس طریقِ حساب میں کوئی خاص مہینہ ہمیشہ کے لیے مخصوص دنوں کا شمار کر لیا جاتا ہے ، مثلاً رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوگا حالانکہ واقعتہً ایسا نہیں ہوتا ۔ رمضان کا مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ۔ اسی طرح دوسرے تمام مہینوں کی بھی یہی صورت ہے ۔ یہ طریقِ کار کسی متعین تاریخ کا دن معلوم کرنے یا کسی متعین ہجری تاریخ کو عیسوی تاریخ میں تبدیل کرنے یا اس کے برعکس عیسوی تاریخ سے ہجری تاریخ معلوم کرنے میں کام تو دیتا ہے ، حالانکہ ایسے موقع پر بھی بعض اوقات اسی وجہ سے ایک دن کا فرق پڑ جاتا ہے ، لیکن قمری تقویم تیار کرنے میں قطعاً کام نہیں دے سکتا ۔

تیس سالہ دور یا دورِ صغیر کو متعین کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے کسی مخصوص سال میں مہینوں کے دن اسی ترتیب اور اسی تعداد میں آتے ہیں جتنے اور جیسے تیس سال پیشتر آئے تھے یا تیس سال بعد میں آئیں گے ۔ گویا قمری تقویم تیس سال بعد اپنے آپ کو دوہرانا شروع کردیتی ہے ، مثلاً 496ھ میں مہینوں کے ایام یوں تھے :

محرم 30	صفر 30
ربیع الاول 29	ربیع الثانی 30
جمادی الاول 29	جمادی الثانی 30
رجب 29	شعبان 30
رمضان 29	شوال 30
ذیقعدہ 29	ذی الحجہ 30

(یاد رہے کہ یہ سال 355 دن کا یعنی لیپ کا سال ہے ۔)

تو 496ھ سے پہلے ہر تیسواں سال مثلاً 466ھ ، 436ھ ، 406ھ ، 226ھ ، 166ھ وغیرہ سب 355 دن کے ہوں گے اور ان کے مہینوں کی تعداد اتنی اور اسی ترتیب سے آئے گی ۔ اسی طرح 496ھ کے بعد ہر تیسویں سال مثلاً 526ھ ، 556ھ ، 736ھ وغیرہ سب کا یہی حساب ہوگا ، یعنی کسی بھی دورِ

صغیر کے سولھویں سال کی یہی کیفیت ہوگی (496 ÷ 30 = 16 اور باقی 16) ۔

دورِ کبیر ۔ سات دورِ صغیر یا 210 سالوں کا ایک دورِ کبیر ہوتا ہے ۔ دورِ کبیر کی تعین کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں مہینوں کی تاریخوں کے علاوہ ہفتے کے ایام بھی پہلے ہی جیسے آ جاتے ہیں ، مثلاً 8 محرم الحرام 631ھ کو اگر جمعہ تھا اور یہ مہینہ تیس یوم کا تھا تو اس سے بیشتر 210 سال یعنی 8 محرم الحرام 421ھ ، 211ھ یا 1ھ کو جمعہ ہی ہوگا اور یہ ماہ تیس دنوں کا ہوگا ۔ اسی طرح 841ھ ، 1051ھ ، 1261ھ وغیرہ کو بھی جمعہ ہی ہوگا اور یہ ماہ تیس دن کا ہوگا اور ان تمام سنین کے مہینوں کے دن ، ترتیب ، ہفتے کے ایام کے نام سب آپس میں مطابق ہو جائیں گے ۔

دن معلوم کرنے کے طریقے

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قمری تقویم میں ہفتے کا پہلا دن جمعہ ہوتا ہے اور آخری دن جمعرات ۔ اگر مجموعہ ایام کو 7 پر تقسیم کرنے سے ایک باقی بچے تو جمعہ ہوگا ، 2 بچیں تو ہفتہ ، 3 بچیں تو اتوار علیٰ ہذا القیاس اگر 0 بچے تو جمعرات کا دن ہوگا ۔

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد اب ہم کسی معینہ ہجری تاریخ کا دن معلوم کرنے کے نکات پیش کرتے ہیں :

(1) ہر دورِ کبیر 7 دورِ صغیر یا 10631 × 7 دن کا ہوتا ہے ، اور 7 پر تقسیم کرنے سے 10631 ہفتے بن جاتے ہیں اور باقی 0 بچتا ہے ۔ لہٰذا ہر دورِ کبیر کے لیے 0 کا ہندسہ لیا جائے گا ۔

(2) دورِ صغیر 10631 دن کا ہوتا ہے ۔ 7 پر تقسیم کرنے سے 1518 ہفتے بنتے ہیں اور 5 باقی بچتے ہیں ۔ لہٰذا ہر دورِ صغیر کے لیے 5 کا ہندسہ لیا جائے گا ۔

(3) ہر عام سال کے 354 دن ہوتے ہیں ۔ 7 پر تقسیم کرنے سے 50 ہفتے بنتے ہیں اور 4 باقی بچتے ہیں ۔ لہٰذا ہر پورے اور عام سال کے لیے 4 کا ہندسہ لیا جائے گا ، اور لیپ کے سالوں کے لیے جو 355 دن کے ہوتے ہیں فی سال ایک کا ہندسہ مزید جمع کرنا

ہوگا ۔ یاد رہے کہ لیپ کے سال یہ ہیں :
2 ، 5 ، 7 ، 10 ، 13 ، 16 ، 18 ، 21 ، 24 ، 26 ، 29

(4) رواں سال کے مہینوں کی گنتی معینہ تاریخ تک اس ترتیب سے کیجیے : محرم کے لیے 30 کے بجائے 2 (کیونکہ 30 کو 7 پر تقسیم کرنے سے 2 باقی بچتا ہے) ، صفر کے لیے 1 ، ربیع الاول کے لیے 2 ، علیٰ ہذا القیاس تا معینہ تاریخ ۔

(5) مندرجہ بالا چار اقدامات سے باقی ہندسوں کو جمع کر لیجیے ۔ اگر 7 سے زیادہ ہیں تو 7 پر تقسیم کر لیجیے ۔ باقی اگر ایک بچے تو جمعہ ہوگا ، 2 بچیں تو ہفتہ علیٰ ہذا القیاس اور یہی مطلوبہ دن ہوگا ۔

اس طریقے سے دن معلوم کرنے کو ہم اصولی طریق کا نام دیں گے ۔

(1) **اصولی طریق** ۔ اب ہم چند مثالوں سے اس طریقے کی وضاحت پیش کریں گے :

مثال نمبر 1 ۔ یکم صفر 457ھ کو کون سا دن تھا ؟

حل ۔ (i) 420 سال (2 دورِ کبیر کے لیے) = 0 دن

(ii) 30 سال (1 دورِ صغیر کے لیے) = 5 دن

(iii) 6 سال = 6 × 4 = 24
لیپ کے سال 2 ، 5 کے لیے = 2 دن کل 26 دن

7 پر تقسیم کرنے سے باقی 5 دن

(iv) یکم صفر تک محرم 2 ، صفر 1 کل = 3

(v) باقی بچے ہوئے دنوں کا مجموعہ = 0 + 5 + 5 + 3 = 13

7 پر تقسیم کرنے سے باقی 6 دن

لہٰذا جمعہ سے شروع کرنے سے

مطلوبہ دن = بدھ جواب

مثال نمبر 2 ۔ 18 جمادی الثانی 898ھ کو کون سا دن تھا ؟

حل ۔ (i) 840 سال (4 دورِ کبیر) = 0 دن

(ii) 30 سال (1 دورِ صغیر) = 5 دن

(iii) 27 سال مکمل ‎=4 × 27 = 108
897 لیپ کے سال ‎=10 کل دن 118

7 پر تقسیم کرنے سے باقی 6 دن

(iv) رواں سال محرم 2 صفر 1 ربیع الاول 2 ربیع الثانی 1 جمادی الاول 2 جمادی الثانی 18 یا 4 ‎=2+1+2+1+2+4=12

7 پر تقسیم کرنے سے باقی 5 دن

کل باقی ایام ‎=0+5+6+5=16 ÷ 7

باقی 2 دن

لہٰذا مطلوبہ دن =ہفتہ جواب

مثال نمبر 3 ۔ 8 رمضان المبارک 1400ھ کو کون سا دن ہوگا؟

حل ۔ (i) 1260 سال (6 دور کبیر) ‎=0

(ii) 120 سال (4 دور صغیر) ‎=5 × 4 =20 یا 6

(iii) 19 سال ‎=19 × 4 = 76

لیپ کے سال ‎=7 کل دن 83 یا 6

(iv) 8 رمضان تک : محرم 2 صفر 1 ربیع الاول 2 ربیع الثانی 1 جمادی الاول 2 جمادی الثانی 1 رجب 2 شعبان 1 رمضان 8 یا 1 ‎=2+1+2+1+2+1+2+1+1 ‎=13 یا 6

کل باقی ایام ‎=0+6+6+6=18 یا 4 دن

لہٰذا مطلوبہ دن =سوموار جواب

(2) **مشاہداتی طریق ۔** کسی ہجری تقویم کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کسی مخصوص تاریخ سے ہر آٹھ سال پہلے یا بعد ہفتے کا وہی دن ہوتا ہے جو اس مخصوص تاریخ کا ہے مثلاً 8 رجب 263ھ کو بدھ ہے تو 8 رجب 271ھ ، 279ھ ، 287ھ اور اس طرح 263ھ سے پہلے 8 رجب 255ھ وغیرہ کو بدھ ہی ہوگا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ 8 سالوں میں 354 دن فی سال کے حساب سے 2832 دن بنتے ہیں اور 8 سالوں میں 2 ،

5 ، 7 تین سال لیپ کے آتے ہیں ۔ 3 دن زیادہ کرنے سے کل 2835 دن ہوئے ، جو 7 پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں ۔ مشاہداتی طریق میں 8 سال کا یہ دورِ صغیر ہے اور دن معلوم کرنے کے لیے ہر دورِ صغیر کے لیے صفر کا ہندسہ لیا جائے گا ۔

یہ طریق 119 سال تک تو چلتا رہتا ہے لیکن 120 ویں سال ایک دن کم ہو جاتا ہے ، مثلاً یکم محرم 65ھ کو جمعہ تھا تو یکم محرم سن 73ھ ، 81ھ ، 89ھ ، 97ھ ، 105ھ ، 113ھ ، 121ھ ، 129ھ ، 137ھ ، 145ھ ، 153ھ ، 161ھ ، 169ھ اور 177ھ تک جمعہ ہی آئے گا ، لیکن یکم محرم 185ھ کو جمعرات ہوگا نہ کہ جمعہ ۔ اس طرح گویا مشاہداتی طریق میں دورِ کبیر 120 سال کا ہوتا ہے اور اس کے لیے — 1 کا ہندسہ یا 6 کا ہندسہ لیں گے ۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پہلا دورِ کبیر 120 سال کے بجائے 64 سال کا شمار ہوتا ہے ۔ شاید اس کے پہلے 56 سال سن ہجری کے آغاز سے قبل گزر چکے تھے ۔

دورِ کبیر کی اس صفت کی مشاہداتی تفصیل یوں ہے :

یکم محرم الحرام 1ھ کو جمعہ تھا ۔

یکم محرم الحرام 65ھ کو جمعرات تھا ۔

یکم محرم 65ھ سے 184 سال تک ہر آٹھویں سال جمعرات ہوگا لیکن یکم محرم 185ھ کو بدھ ہوگا ۔

یکم محرم 185 سے 304 سال تک ہر آٹھویں سال بدھ ہوگا لیکن یکم محرم 305ھ کو منگل ہوگا ۔

یکم محرم 305ھ سے 424 سال تک ہر آٹھویں سال منگل ہوگا لیکن یکم محرم 425ھ کو سوموار ہوگا ۔

یکم محرم 425ھ سے 544 سال تک ہر آٹھویں سال سوموار ہوگا لیکن یکم محرم 545ھ کو اتوار ہوگا ۔

علیٰ ہذا القیاس یہ ترتیب آخر تک مشاہدہ کی جا سکتی ہے ۔

مشاہداتی طریق سے کسی معین ہجری تاریخ کا دن نکالنے کے لیے درجِ ذیل نکات کو ملحوظ رکھا جائے گا :

(i) پہلا دورِ کبیر 64 سال کا ، اس کے بعد ہر دورِ کبیر 120 سال کا ہوگا اور ہر دورِ کبیر کے لیے 6 کا ہندسہ لیا جائے گا ۔

(ii) دورِ صغیر 8 سال کا ہے اور اس کے لیے 0 کا ہندسہ لیا جائے گا ۔

(iii) عام سالوں کے دن ۔

(iv) رواں سال کے دن ۔

(v) کل باقی دنوں کا مجموعہ حسب سابق ہوگا ۔

اب ہم وہی پہلی مثالیں مشاہداتی طریق سے حل کریں گے تاکہ ساتھ ساتھ جانچ پڑتال بھی ہوتی جائے ۔

مثال نمبر 1 ۔ یکم صفر 457ھ کو کون سا دن تھا ؟

حل ۔ (i) 64 سال کے لیے = 6

360 سال کے لیے (3 × 120) = 6 × 3 = 18 یا 4 دن

(ii) $\frac{32}{456}$ سال کے لیے (4 دورِ صغیر) = 0

(iii) - - - - = - -

(iv) یکم صفر تک محرم 2 + صفر 1 = 3

(v) کل باقی ایام = 6 + 4 + 0 + 3 = 13 یا 6 دن

لہٰذا مطلوبہ دن = بدھ جواب

مثال نمبر 2 ۔ 18 جمادی الثانی 898ھ کو کون سا دن تھا ؟

حل ۔ (i) پہلے 64 سال = 6 دن

اگلے 720 سال (120 × 6) = 6 × 6 = 36 یا 1 دن

(ii) اگلے 112 سال (14 × 8) = 0 دن

(iii) اگلے $\frac{1}{897}$ سال = 4 دن

(iv) رواں سال محرم 2 صفر 1 ،
ربیع الاول 2 ربیع الثانی 1
جمادی الاول 2 جمادی الثانی
18 یا 4
= 2 + 1 + 2 + 1 + 2 + 4
= 12 دن یا 5 دن

(v) مجموعہ باقی ایام =6+1+0+4+5=16 دن یا 2 دن

لہٰذا مطلوبہ دن = ہفتہ جواب

مثال نمبر 3 ۔ 8 رمضان المبارک 1400ھ کو کون سا دن ہوگا ؟

حل ۔ (i) پہلے 64 سال =6 دن

اگلے 1320 سال (11 × 120) =6 × 11=66 یا 3 دن

(ii) اگلے 8 سال =0

(iii) اگلے $\frac{7}{1399}$ سال =7 × 4=28 یا 0

لیپ کے سال کے زائد دن 2، 5، 7 = 3

(iv) رواں سال محرم 2 صفر 1 ربیع الاول 2 ربیع الثانی 1 جمادی الاول 2 جمادی الثانی 1 رجب 2 شعبان 1 رمضان 8 یا 1 } =2+1+2+1+2+1+2+1+1 =13 یا 6 دن

(v) کل باقی ایام =6+3+0+3+6=18 دن یا 4 دن

لہٰذا مطلوبہ دن = **سوموار** جواب

اصولی اور مشاہداتی طریق میں مطابقت کیسے ہو جاتی ہے ۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مندرجہ دونوں طریق آپس میں بالکل مطابق کیونکر ہو جاتے ہیں ۔ اس بات کی وضاحت کے لیے درج ذیل اشارات پر غور فرمائیے :

ہم جانتے ہیں کہ یکم محرم 1ھ کو جمعہ تھا ۔ اصولی طریق کے مطابق یکم محرم 211ھ کو بھی جمعہ ہوگا ۔ اب مشاہداتی طریق پر غور فرمائیے :

(i) پہلے 64 سال =6 دن

اگلے 120 سال =6

(ii) اگلے 24 سال (8 × 3) =0

(iii) اگلے $\frac{2}{210}$ سال (بمعہ لیپ) =2 × 4=8+1=9 یا 2 دن

(iv) یکم محرم =1

(v) کل باقی دن $= 6+6+2+1 = 15$ دن یا 1 دن

لہٰذا مطلوبہ دن = جمعہ ہی ہوگا

اس طرح یکم محرم 421ھ کو جمعہ ہوتا ہے، تو مشاہداتی طریق سے :

(i) پہلے 64 سال = 6 دن

اگلے 240 سال (2×120) $= 6 \times 2 = 12$ یا 5 دن

(ii) اگلے 112 سال (14×8) $= 0$

(iii) اگلے $\frac{4}{420}$ سال (بمعہ لیپ) $= 4 \times 4 = 16 + 1 = 17$ یا 3

(iv) یکم محرم 421ھ $= 1$

(v) کل باقی دن $= 6+5+0+3+1 = 15$ دن یا 1 دن

لہٰذا مطلوبہ دن = جمعہ ہی ہوگا

علیٰ ہذا القیاس اصولی طریق سے یکم محرم 631ھ کو جمعہ تھا۔ اب مشاہداتی طریق میں +6 کی بجائے منفی 1 کا استعمال کریں گے کیونکہ دن معلوم کرنے کے سلسلے میں +6 یا −1 ایک ہی بات ہے۔

(i) پہلے 64 سال = −1 دن

اگلے 480 سال (4×120) = −4 دن

(ii) اگلے 80 سال (8×10) = 0 دن

(iii) اگلے $\frac{6}{630}$ سال (بمعہ 2 دن لیپ) $= 6 \times 4 + 2 = 26$ دن یا 5 دن

یہاں تک منفی کے بھی 5 دن ہیں اور جمع کے بعد بھی، لہٰذا دونوں برابر ہوگئے۔

اب یکم محرم 631ھ کو جمعہ ہی ہوگا۔

اسی طرح یکم محرم 1261ھ کو اصولی طور پر جمعہ ہے۔ اس کا حساب یوں ہوگا :

(i) پہلے 64 سال = −1 دن

اگلے 1260 سال (6×210) = −9 دن یا −2 دن

(ii) اگلے 112 سال (8×14) $= 0$

(iii) اگلے 4 سال (بمعہ لیپ 1) $= 4 \times 4 + 1 = 17$ یا 3 دن

یہاں بھی منفی اور جمع برابر ہوگئے ۔ لہٰذا یکم محرم 1261ھ کو جمعہ ہی ہوگا ۔

(3) **بذریعہ ہجری تقویم دائمی** ۔ یہ تقویم راقم الحروف کی تیار کردہ نہایت مختصر اور کثیر الفوائد ہے ۔ یہ دراصل اصولی طریق کے مطابق تیار کی گئی ہے ۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی مدد سے کسی بھی معینہ ہجری تاریخ کا دن بہ آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تقویم تیس سالہ دورِ صغیر پر مشتمل ہے ۔ یہاں ہم اس تقویم کا صرف اتنا حصہ پیش کریں گے جس سے سابقہ تین مثالوں کی جانچ پڑتال ہو جائے اور جس کا تعلق محض دن معلوم کرنے سے ہے ۔ اس تقویم سے دن معلوم کرنے کا طریق یہ ہے :

(i) پہلے سالوں کو 210 پر تقسیم کریں ۔ حاصل قسمت کو چھوڑ دیں ۔ جو باقی بچے اس کو 30 پر تقسیم کریں ۔ جو باقی بچے اس سال کا نقشہ آپ نے دیکھنا ہے ۔

(ii) 210 کی تقسیم والے باقی کو ادوارِ صغیر میں دیکھیں کہ کون سے دورِ صغیر میں آتا ہے ۔ اس خانے کے نیچے اور مطلوبہ مہینے کے سامنے دیکھیں تو آپ کو اس ماہ کی یکم تاریخ کا دن معلوم ہو جائے گا ۔

(iii) اس ماہ کی پہلی تاریخ سے مطلوبہ تاریخ تک آسانی سے دن معلوم ہو سکتا ہے ۔

سابقہ مثالیں یہ تھیں :

مثال نمبر 1 ۔ یکم صفر 457ھ کو کون سا دن ہوگا ؟

(i) 457 کو 210 پر تقسیم کیا تو (420=2×210 کے بعد) 37 باقی بچے ۔ 37 کو 30 پر تقسیم کیا تو 7 باقی بچے ۔ گویا اس کو ساتویں سال کے نقشہ میں تلاش کیا جائے گا ۔

(ii) اب 210 پر تقسیم کرنے سے 37 باقی بچے تھے تو 37 دوسرے دور میں آتا ہے ۔ دوسرے دور کے نیچے اور مطلوبہ مہینے صفر کے سامنے دیکھیں (جہاں سمجھانے کے لیے تیر کے نشان لگا دیے گئے ہیں) ۔ سامنے آپ کو بدھ نظر آئے گا ۔ جس پر خط لگا

دیا گیا ہے ۔

(iii) چونکہ مطلوبہ تاریخ یکم صفر ہے اور یہ نقشہ ہر قمری ماہ کی یکم تاریخ ہی بتلاتا ہے ، لہٰذا بدھ ہی جواب ہے ۔

مثال نمبر 2 ۔ 18 جمادی الثانی 898ھ کو کون سا دن ہوگا ؟

(i) 898 کو 210 پر تقسیم کیا تو (210×4=840 کے بعد) 58 باقی بچے ۔ اس کو 30 پر تقسیم کیا تو 28 باقی بچے ۔ لہٰذا 28 ویں سال کا نقشہ دیکھنا ہے ۔

(ii) 898 کو 210 پر تقسیم کرنے سے 58 بچے تھے اور 58 دوسرے دور میں آتا ہے ۔ اب دوسرے دور کے نیچے اور مطلوبہ ماہ جمادی الثانی کے سامنے دیکھیں تو آپ کو بدھ نظر آئے گا ۔ گویا یکم جمادی الثانی 898ھ کو بدھ کا دن تھا ۔

(iii) یکم کو بدھ تھا تو 8 اور 15 کو بھی بدھ ہوگا اور 18 کو ہفتہ ہوگا اور یہی مطلوبہ جواب ہے ۔

مثال نمبر 3 ۔ 1 رمضان المبارک 1400ھ کو کون سا دن ہوگا ؟

(i) 1400 کو 210 پر تقسیم کیا تو (210×6=1260 کے بعد) باقی 140 بچے ۔ اس کو 30 پر تقسیم کیا تو (30×4=120 کے بعد) 20 باقی بچے ۔ لہٰذا یہ تاریخ 20 ویں سال کے نقشہ میں دیکھی جائے گی ۔

(ii) 120 کی تقسیم کے بعد 140 بچے تھے اور 140 پانچویں دور میں آتا ہے ۔ لہٰذا پانچویں دور کے نیچے اور رمضان کے سامنے دیکھیں تو سوموار نظر آئے گا ۔ یعنی یکم رمضان 1400ھ کو سوموار ہوگا ۔

(iii) ظاہر ہے کہ یکم کو سوموار ہوگا تو 8 رمضان کو بھی سوموار ہی ہوگا اور یہی مطلوبہ جواب ہے ۔

مثال	سال نمبر	نام ماہ	پہلا دور 1 تا 30	دوسرا دور 31 تا 60	تیسرا دور 61 تا 90	چوتھا دور 91 تا 120	پانچواں دور 121 تا 150	چھٹا دور 151 تا 180	ساتواں دور 181 تا 210
مثال نمبر 1 - یکم صفر 457ھ (بدھ)	7	محرم	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ
		← صفر	جمعہ	**بدھ**	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		ربیع الاول	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار
		ربیع الثانی	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ
		جمادی الاول	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات
		جمادی الثانی	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ
		رجب	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		شعبان	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل
		رمضان	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ
		شوال	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ
		ذیقعد	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		ذی الحجہ	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار
مثال نمبر 2 - 18 جمادی الثانی 898ھ (بدھ)	28	محرم	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ
		صفر	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		ربیع الاول	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل
		ربیع الثانی	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ
		جمادی الاول	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ
		← جمادی الثانی	جمعہ	**بدھ**	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		رجب	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار
		شعبان	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ
		رمضان	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات
		شوال	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ
		ذیقعد	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		ذی الحجہ	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل
مثال نمبر 3 - 8 رمضان 1400ھ (سوموار)	20	محرم	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ
		صفر	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		ربیع الاول	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل
		ربیع الثانی	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات
		جمادی الاول	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ
		جمادی الثانی	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		رجب	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار
		شعبان	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ
		← رمضان	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	**سوموار**	ہفتہ	جمعرات
		شوال	جمعرات	منگل	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ
		ذیقعد	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل	اتوار
		ذی الحجہ	اتوار	جمعہ	بدھ	سوموار	ہفتہ	جمعرات	منگل

ہم نے ان مثالوں کو تین مختلف طریقوں سے حل کیا ہے تو جواب ہر طریق سے ایک ہی آیا ہے۔ اب "تقویم تاریخی" از عبدالقدوس ہاشمی سے ان مثالوں کے حل دیکھیں تو بھی بعینہٖ یہی جواب ملتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب طریقے ایک دوسرے کی تصدیق و توثیق کرتے ہیں اور یقینی طور پر صحیح اور قابل اعتماد ہیں۔

IQBAL REVIEW

Journal of the Iqbal Academy Pakistan

This Journal is devoted to research studies on the life, poetry and thought of Iqbal and on those branches of learning in which he was interested : Islamic Studies, Philosophy, History, Sociology, Comparative Religion, Literature, Art, and Archaeology.

Published alternately
in
English and Urdu

Subscription

(*for four issues*)

Pakistan	Foreign countries
Rs. 15.00	US $ 5.00 or £ Stg. 1.75

Price per copy

Rs. 4.00	US $ 1.50 or £ Stg. 0.50

All contributions should be addressed to the Secretary, Editorial Board, *Iqbal Review*, 90/B-2, Gulberg III, Lahore. Each article must have its duplicate copy. The Academy is not responsible for the loss of any article.

Published by

Dr M. Moizuddin, Secretary of the Editorial Board of the *Iqbal Review* and Director, Iqbal Academy Pakistan, Lahore

Printed at

ZARREEN ART PRESS
61, Railway Road, Lahore

ڈاکٹر وزیر آغا

تصوراتِ عشق و خرد

اقبال کی نظر میں

اقبال کے تصوراتِ عشق و خرد ان کے فکری نظام میں ایک اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ انہی تصورات نے بہت سے مغالطوں کو جنم بھی دیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جہاں شاعر اور فلاسفر ایک ہی شخصیت کے بطون میں سرگرمِ عمل ہوں تو ترسیل کا المیہ جنم لیتا ہے۔ شاعر جس اشاراتی اور تمثیلی زبان میں بات کرتا ہے وہ فلاسفر کی منطقی اور دو ٹوک قسم کی زبان سے مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا جب ان دونوں زبانوں کو لسانیات کی ایک ہی کنجی سے کھولنے کی کوشش کی جائے تو بہت سے فکری مغالطے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

اقبال کے سلسلے میں بعض اصحاب نے جن تضادات کی طرف بار بار اشارے کیے ہیں وہ اقبال کے شعری باطن اور اس سے ابھرنے والی علامتوں کا تجزیہ کرنے کی صورت میں باقی نہیں رہتے۔ لہٰذا اقبال کا مطالعہ بطور فلاسفر کرنے کے بجائے اس طور کرنا چاہیے کہ ان کے نظریات کے عقب میں پھیلے ہوئے ان کے شعری باطن کو گرفت میں لیا جا سکے۔۔۔۔ اقبال نے جو کچھ ''خطبات'' میں کہا ہے اور پھر جو کچھ شاعری میں کہا ہے، بنیادی اور اساسی طور پر ایک ہی خیال ہے جو نہ تو محض وہبی سوچ کے حوالے سے عشق کا علم بردار ہے اور نہ محض منطقی سوچ کے حوالے سے عقل کا، بلکہ ایک جداگانہ حیثیت رکھتا ہے جس میں عقل اور عشق دونوں صرف ہوئے ہیں اور نتیجہ ایک ایسے عمل کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جو سراسر تخلیقی ہے۔۔۔۔ انہوں نے تو عشق اور عقل دونوں کی قوت کو استعمال کیا اور ایک تخلیق کار کی حیثیت میں ابھر آئے۔ گویا ان کا بنیادی میلان نہ تو صوفیانہ ہے اور نہ فلسفیانہ، بلکہ تخلیقی اور جمالیاتی ہے۔

''تصوراتِ عشق و خرد'' میں فاضل مصنف نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔

صفحات 256+xii ۔ کتابیات اور اشاریے۔ قیمت 35 روپے

اقبال اکادمی پاکستان

90 ۔ بی 2 گلبرگ 3 لاہور